خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۴۰

اصلی خانقاہ کیا ہے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت و ارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : اصلی خانقاہ کیا ہے

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۹۷ء بروز پیر، بعد از فجر

مقام : لیسٹر، انگلینڈ

مرتب : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۲ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۲۰۱۵ء

زیر اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

عنوانات

اصلی خانقاہ کیا ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ[1]

مؤمنِ کامل کی ایک علامت

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے مؤمنِ کامل کی ایک شان جملہ خبریہ سے بیان فرمائی ہے کہ مؤمنِ کامل کون لوگ ہیں؟ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو اور اللہ پاک کے نام کی لذّتوں کو چکھ لیا اور قربِ خداوندی سے اُن کی روح مشرف ہوئی۔ اور ان میں ایک خاص علامت پیدا ہوگئی جس کی خبر اللہ پاک جملہ خبریہ سے دے رہے ہیں کہ مؤمنِ کامل کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی اشد محبت ہوتی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ حکم نہیں دے رہے ہیں کہ مؤمن دنیا میں سب سے زیادہ اللہ پاک سے محبت کرے، یہ جملہ خبریہ ہے، اللہ تعالیٰ صرف خبر دے رہے ہیں کہ مؤمنِ کامل دنیا میں سب سے زیادہ اللہ پاک سے محبت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اشد محبت کی علامت

اللہ تعالیٰ یہاں جملہ خبریہ کیوں لائے؟ حکم کیوں نہیں دیا کہ ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ اللہ سے سب سے زیادہ محبت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ ایک علمِ عظیم عطا فرمایا ہے جو میں نے کتابوں میں کہیں نہیں دیکھا۔ اللہ پاک نے حکم نہیں دیا کہ تم لوگ ہم سے ساری

[1] البقرۃ:۱۶۵

کائنات سے زیادہ محبت کرو بلکہ جملہ خبریہ بیان کرکے سارے جہاں کے انسانوں کو خبر دے دی کہ مومنِ کامل ہم سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اس جملۂ خبریہ کے نزول میں یہ رازہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے کمال و جمال اور اپنی تمام شانِ جذب اور اپنی ذات وصفات کا یقین کے ساتھ علم ہے کہ جو ہم کو پہچان لے گا، جس کی جان اور جس کا قلب ہمارے نام کی لذّت سے آشنا ہوگا اس کے دل میں خود بخود ہماری محبت سب سے زیادہ ہو جائے گی۔

یہ بات سمجھانے کے لیے دنیا کی مثال دیتا ہوں کہ کوئی عورت کم حسین ہو، آنکھ کی کانی ہو، کان کی بہری ہو، زبان کی گونگی ہو، ہاتھ کی لولی ہو یا پاؤں کی لنگڑی ہو تو اس کو خود احساس ہے کہ ہمارے ساتھ کسی کو محبت نہیں ہوگی لہٰذا وہ شادی سے پہلے ہی کہے گی کہ اس شرط پر نکاح کریں گے کہ مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنا۔ بولیے! شرط لگائے گی یا نہیں؟ کیوں کہ اسے اپنے عیوب اور نقائص کا احساس ہے کہ ہم چاہے جانے کے قابل نہیں ہیں، تو پہلے ہی یہ شرط ہوگی کہ دیکھو ہم سے خوب محبت کرنا اور دوسری عورتوں سے محبت نہ کرنا۔

آئینہ دیکھنے کی دعا کی تشریح

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ یوسف کی تفسیر میں فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حسین پیدا کیا ہو تو ایک حکم تو حدیث شریف میں ہے کہ جب آئینہ دیکھے اور اپنی آنکھوں کو پرکشش پائے، خمار آلود، مثلِ ہرن کی آنکھوں کے کَعَیۡنِ الظَّبۡیِ تو ہر مومن کو یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ حَسَّنۡتَ خَلۡقِیۡ فَحَسِّنۡ خُلُقِیۡ[۲]

اے اللہ! آپ نے مجھے حسین پیدا فرمایا ہے تو میرے اخلاق بھی اچھے فرما دیجیے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب کو یہ دعا سکھائی ہے کہ جب آئینہ دیکھو تو یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ حَسَّنۡتَ خَلۡقِیۡ کہ اے اللہ! آپ نے ہم کو بہت حسین پیدا فرمایا ہے کیوں کہ ہر ایک میں کچھ نہ کچھ حسن تو ہوتا ہے، فَحَسِّنۡ خُلُقِیۡ پس آپ میرے اخلاق بھی اچھے فرمائیے۔

۲؎ شعب الایمان للبیھقی:٦/٣٦٣ (٨٥٤٣)، باب فی حسن الخلق، المکتبۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

حسنِ صورت اور حسنِ سیرت میں ربط

ایسا نہ ہو کہ ہماری شکل تو بہت اچھی ہو اور اخلاق نہایت کڑوے ہوں، ہر ایک سے لڑائی ہو رہی ہے، غصّہ و غضب ہے، بے وفائیاں ہو رہی ہیں، اپنی بیوی سے لڑ رہا ہے، استادوں سے لڑ رہا ہے، شیخ سے بد تمیزی کر رہا ہے، محلہ والوں سے بھی جھگڑے کر رہا ہے، غرض ہر ایک سے لڑ رہا ہے۔ تو سب لوگ یہی کہیں گے کہ بھئی! شکل تو بہت اچھی ہے مگر اس کی عادتیں ایسی ہیں جیسے کریلے پر سونے اور چاندی کا ورق لگادیں اور عود کا عطر بھی لگالیں، اب جو کریلا سونگھے گا اور سونے چاندی کا چماچم ورق دیکھے گا تو کہے گا کہ واہ واہ کتنا حسین کریلا ہے لیکن جب کھائے گا تو کہے گا کہ کاش اس میں تھوڑا سا گڑ ملا دیتے۔ کریلا جب پکاتے ہیں اس میں تھوڑا سا گڑ ملا دیتے ہیں خاص کر نیم چڑھے کریلے کو، کیوں کہ اگر کریلے کی بیل نیم کے درخت پر چڑھ جائے تو اس کی کڑواہٹ اور بڑھ جاتی ہے۔

اگر کسی کی شکل تو بہت حسین ہو مگر اخلاق بالکل خراب اور گندے ہوں جیسے کسی نے نہایت اہتمام سے شاندار شادی کی، ہزاروں پاؤنڈ سجاوٹ میں خرچ کیے، مگر رات کو جب شوہر دولہن سے ملاقات کرے اور دولہن اس وقت یہ کہے کہ یو آر ویری ویری بلڈی فول۔ تو کیا شوہر کو مزہ آئے گا؟ وہ تو یہ کہے گا کہ تیری شکل و صورت تو ایسی پرکشش ہے مگر سیرت اور عادت ایسی خراب ہے، ایسی کڑوی بولی بولتی ہے، صورت اور سیرت میں اس قدر بُعد ہے، اتنا فرق ہے۔

اس لیے آئینہ دیکھتے ہوئے یہ دعا مانگو **اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ** اے اللہ! آپ نے ہماری صورت کو حسین بنایا، یہ اعتراف شکر کے درجہ میں ہے کہ یہ آپ کا احسان ہے لیکن ساتھ ساتھ میرے اخلاق بھی اچھے فرما دیجیے۔

اچھے اخلاق کی تعریف

اب کوئی پوچھے کہ حسین اخلاق کیا ہیں؟ تو میرے پیر شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک مدرسہ میں امتحان لینے گیا اور حسنِ اخلاق کی تعریف پوچھی

تو ایک طالبِ علم نے پرچہ میں لکھا کہ جب کوئی مہمان آئے تو اس کو حُقّہ پلا دے، پان کھلا دے، خاطر تواضع کر دے۔ تو حضرت کو ہنسی آگئی کہ یہ تو بالکل بدھو ہے۔ حدیث پاک ہے اَکۡمَلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِیۡمَانًا اَحۡسَنُہُمۡ خُلُقًا[۳] تم میں سب سے کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ یہاں تہجد، عبادت، تلاوت، ذِکر، وظیفہ کچھ نہیں ہے، صرف اچھے اخلاق کا ذکر ہے۔ قیامت کے دن بہت سے لوگ اپنے اخلاق کی وجہ سے اعلیٰ نمبر پر ہوں گے، کثرتِ عبادت والے دوسرے نمبر پر ہوں گے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایک عورت کی زبان کی کڑواہٹ سے سارا محلہ پریشان ہے، زبان کی بہت ہی کڑوی ہے مگر رات بھر عبادت کرتی ہے اور دن کو روزہ رکھتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھِیَ فِی النَّارِ یہ جہنم میں جائے گی۔ کیوں صاحب! کہاں گئی رات بھر کی عبادت و تلاوت اور دن بھر کا روزہ؟ پھر صحابی نے عرض کیا کہ ایک ایسی خاتون ہیں جو صرف فرض، واجب، سنتِ مؤکدہ ادا کرتی ہیں، زیادہ نفلیں وغیرہ نہیں پڑھتیں لیکن ان کے اخلاق سے سارا محلہ خوش ہے، دعا گو ہے، ان کے مزاج میں ہر ایک کے لیے رحم دلی ہے، کوئی بیمار ہو جائے تو اس کو دیکھنا، کسی عورت کو ضرورت ہو اس کی ضرورت پوری کرنا غرض بہت ہی با اخلاق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھِیَ فِی الۡجَنَّۃِ[۴] یہ جنت میں جائے گی۔

بتایئے! اس حدیث میں سبق ہے یا نہیں؟ جو لوگ اپنے بارے میں اچھا گمان رکھتے ہیں ان کو اس سے سبق لینا چاہیے۔ اخلاق کی تعریف یہ نہیں کہ ہم اپنے کو سمجھیں کہ ہمارے اخلاق بہت اچھے ہیں، حسنِ اخلاق کی تعریف یہ ہے کہ دوسروں کو اس سے آرام مل رہا ہو، دوسرے لوگ کہہ رہے ہوں سبحان اللہ! عجیب شخصیت ہے، سراپا حلم، سراپا کرم اور اس کو ہم نے کبھی کسی سے لڑتے بھی نہیں دیکھا۔ لڑائی جھگڑے یا کسی انسان کو ایذا رسانی کے بعد معافی مانگنے سے اس برائی کی تلافی تو ہو جاتی ہے مگر اس کو فرسٹ ڈویژن کے نمبر نہیں ملیں گے، فرسٹ ڈویژن نمبر اس کو ملیں گے جو اپنی ذات سے کسی کو ذرّہ برابر تکلیف نہ پہنچائے۔

---

[۳] مشکوٰۃ المصابیح: ۲۸۲، باب عشرۃ النساء... الخ، المکتبۃ القدیمیۃ

[۴] کنز العمّال: ۹/۱۸۷ (۲۵۶۱۸)، باب فی حقوق تتعلق بصحبۃ النار، مؤسسۃ الرسالۃ

معصیتِ خدا میں مخلوق کو خوش کرنا حسنِ اخلاق نہیں ہے

محدث عظیم مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حسنِ اخلاق کی تعریف مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھی ہے، اس کو یاد کرلو بہت ہی اہم ہے۔ مُلّا علی قاری حسنِ اخلاق کی تعریف میں لکھتے ہیں مُدَارَاۃُ الْخَلْقِ مَعَ مُرَاعَاتِ الْحَقِّ[۵] یعنی اللہ کی عظمتوں، شریعت اور قانون کی رعایت رکھتے ہوئے مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ مثال کے طور پر آپ ایئرپورٹ پر ٹکٹ خرید رہے ہیں اور ایک لڑکی لپ اسٹک اور سرخی پاؤڈر لگائے ہوئے آپ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنا چاہتی ہے اور مان لو کہ ٹکٹ لینے والا بھی حسین ہے، اب دو حسن میں تصادُم ہو رہا ہے اور دونوں کی دُم خطرے میں ہے۔ بتاؤ! تصادُم میں دُم ہے یا نہیں؟ اس وقت میں شیطان یہ کہتا ہے کہ اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ، جب یہ ہنس ہنس کے بات کر رہی ہے تو ہمیں بھی ہنسنا چاہیے۔ لیکن یاد رکھو کہ اس وقت ہنسی کا جواب ہنسی سے دینا جائز نہیں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

بتایئے! حسنِ اخلاق کی کتنی جامع تعریف ہے مُدَارَاۃُ الْخَلْقِ مَعَ مُرَاعَاتِ الْحَقِّ مخلوق کے ساتھ احسان کرو لیکن اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے قانون کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے، خالی اس کی شکل کو مت دیکھو، تم مٹی کے ڈھیلے نہیں ہو، صرف نیچے ہی نہ دیکھو، اوپر بھی دیکھو کہ ہم کس کے بندے ہیں، ہماری نسبت کس سے ہے، ہمارے اس عمل سے اللہ تعالیٰ خوش بھی ہیں یا نہیں، اس سے مسکرانے یا ہنسنے سے یا اس کے ساتھ نرمی کرنے سے کہیں اللہ تعالیٰ ناخوش تو نہیں ہو رہے ہیں۔ یا وہ لطیفہ سنا کر ہنس رہی ہے تو ہم بھی لطیفے کا جواب لطیفے سے دے رہے ہیں۔ تم لطیفے کا جواب سنجیدگی سے دو۔ اب آپ کہیں گے کہ یہ تو بہت مشکل ہے۔ کچھ مشکل نہیں ہے، جب اللہ پاک کی عظمت سامنے ہوگی تو کچھ مشکل نہیں ہوگا۔

عشق مجازی کی حماقت سے حفاظت کے مراقبے

اس کی مثال یہ ہے کہ آپ جنوبی افریقہ کے تین سو کلومیٹر کے جنگل میں ہیں، وہاں

۵۔ مرقاۃ المفاتیح: ۲۷۱/۹، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق، دار الکتب العلمیۃ

ایک سیاحہ لڑکی بھی ہے جو رقاصہ بھی ہے، متبسمہ اور فرّاحہ بھی ہے، مسکرا مسکرا کر بات کرنے والی متکلمہ بھی ہے، اتنے میں اچانک ایک شیر جھاڑی سے باہر آگیا اور شیر آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کے غُرّا بھی رہا ہے، اس وقت وہ لڑکی کہتی ہے کہ آپ میرے ساتھ اچھے اخلاق سے بات کیوں نہیں کر رہے ہیں، اُدھر کیا دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ شیر کی عظمتوں سے متاثر ہوں گے یا اس لڑکی کے حسن سے، اس کا حسن نظر آئے گا یا اس وقت نابینا ہو جاؤ گے؟

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے

جب اللہ تعالیٰ کی عظمت سامنے ہوتی ہے تو جدھر جاتا ہے، ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت اس پر حاوی رہتی ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے ایک بزرگ کے فیض سے اللہ کی ایسی نسبت عطا ہوئی کہ میں دو مہینے تک آسمان کی طرف نہیں دیکھ سکا، اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اس قدر غلبہ تھا کہ میری گردن جھک گئی۔ یہ حضرت نے مجھ سے خود فرمایا، میری روایات بالواسطہ نہیں ہیں بلاواسطہ ہیں کیوں کہ مالک نے اپنے اولیاء کے ساتھ رہنے کا مجھے شرف نصیب فرمایا ہے۔

جب تک انسان کو اللہ پاک کی عظمت کا استحضار نہیں ہوتا اور نسبت مع اللہ قائم نہیں ہوتی اس وقت تک یہ مٹی کے ڈھیلوں سے کھیلتا ہے، لیکن ذرا ان مٹی کے ڈھیلوں کو قبروں میں جا کے دیکھ لینا۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان حسینوں کو مت دیکھو، یہ سب مٹی کے ڈھیلے ہیں، ان کے رنگ و روغن قبروں میں جا کر مٹی میں مل جائیں گے اور کالے گورے سب کی مٹی کے رنگ ایک جیسے ہو جائیں گے۔ اپنے اس دعویٰ پر مولانا رومی نے کتنا عمدہ شعر فرمایا۔

ہندی و قیچاقی و ترکی و حبش
جملہ یک رنگ اند اندر گورِ خش

دیکھو! مختلف ملکوں کی چار لڑکیاں ہیں، ان چاروں پر جوانی چڑھی ہوئی ہے، ان میں سے ایک ہندوستانی، ایک قیچاقی، ایک ترکی اور ایک حبشن ہے، ان سب کے رنگ الگ الگ ہیں، ہندوستانی

گندمی رنگ کی، ترکی نہایت سفید، اور قیچاقی جو ترکوں کی ایک قوم ہے ان میں ترکوں سے کچھ فرق ہوتا ہے، وہ سرخی مائل سفید رنگ کی ہوتی ہیں اور حبشن بالکل کالی ہوتی ہیں۔ بتاؤ! ہر ایک کا رنگ الگ ہے یا نہیں؟ اب چاروں کا انتقال ہوگیا، ان کے انتقال کے چھ ماہ بعد قبروں کو کھودا گیا کہ دیکھو کون قیچاقی ہے، کون ترکی ہے، کون ہندی ہے اور کون حبشن ہے؟ اب بتاؤ! انہیں پہچان سکو گے؟ مٹی میں مل کر سب مٹی کے کلر کے ہوگئے اور عشق کے پلر گر گئے۔

اس لیے ان انٹر نیشنل احمقوں سے سبق لو، جو لوگ جسم کی مٹیوں سے متأثر ہوتے ہیں، یہ انٹر نیشنل بے وقوف ہیں کہ ان فانی لیلاؤں کے چکر میں آکر اس مولیٰ کو ناراض کرتے ہیں جس کے اختیار میں ہمارا سب کچھ ہے۔ بتاؤ! صحت اور بیماری کس کے اختیار میں ہے؟ عزت اور ذلت کس کے اختیار میں ہے؟ امیری اور غریبی کس کے اختیار میں ہے؟ اور ایمان پر خاتمہ کس کے اختیار میں ہے؟ ہمیں عالمِ برزخ کے وٹینگ روم یعنی قبر میں سکون و اطمینان سے رکھنا کس کے اختیار میں ہے؟ قیامت کے دن فیصلہ کس کے اختیار میں ہوگا؟ تو اتنے بااختیار مالک کو ناراض کرنا اور عاجزوں کے چکر میں آنا، ایسے انسانوں کے فرسٹ فلور کو دیکھنا جن کے گراؤنڈ فلور میں نجاستیں اور غلاظتیں بھری ہوئی ہیں احمقانہ فعل ہے یا نہیں؟ بولو! یہ سب حقائق ہیں یا نہیں؟ یہ ایسے دقائق تو نہیں ہیں جن کی وجہ سے آپ کو کنز الدقائق کا حاشیہ دیکھنا پڑے۔ یہ بات سمجھ میں آرہی ہے یا نہیں؟ اور پھر چند دن کے بعد ان حسینوں کی زندگی ہی میں فرسٹ فلور بھی قابلِ نفرت ہوجاتا ہے، جیسے جیسے عمر بڑھتی ہے حسن کے نمک اور دیواروں میں دراڑیں پڑتی جاتی ہیں اور حسن کا جغرافیہ بدل جاتا ہے ؎

حسینوں کا جغرافیہ میر بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر

اب ان حسینوں کو غزل پیش کرو، جب ان کے منہ پر لقوہ گرا ہوا ہے، منہ ٹیڑھا ہو رہا ہے ؎

ناز کی اُس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے

اب لقوہ زدہ ہونٹوں کو گلاب کی پنکھڑی کیوں نہیں کہتے؟ بس کیا کہیں، اس حماقت سے

خدا سب کی حفاظت فرمائے۔

حسن کا شکریہ کیا ہے؟

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس کو اللہ نے حسن دیا ہو، آنکھیں پُر کشش بنائی ہوں تو اس کا شکریہ یہ ہے کہ اس نعمتِ حسن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور غضب میں اور بدمعاشیوں میں استعمال نہ ہونے دے بلکہ تقویٰ سے رہے، یہی حسن کا شکریہ ہے۔ ورنہ حسن خود کوئی بری چیز نہیں ہے۔ دیکھیے حضرت یوسف علیہ السلام کو کتنا حسن دیا گیا تھا، بعض روایات میں ہے ساری دنیا کا نصف حسن ان کو دیا گیا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحت عطا ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چمک اور نمک دونوں دیے گئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام سے حسن میں افضل ہیں۔ میرے مرشد حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا شعر سنایا کرتے تھے ؎

اپنے یوسف کو مرے یوسف پہ نہ ترجیح دو
اے زلیخا! اِس پہ سر کٹتے ہیں اُس پہ انگلیاں

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر اگر زلیخا اور اس کے ساتھ موجود عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں پر صحابہ نے اپنے سر برسا دیے۔ اور ہمارے شیخ حضرت مولانا عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے ؎

جہاں وہ پاؤں رکھتا ہے وہاں سر برستے ہیں

اس پر مجھے فارسی شعر یاد آیا ؎

یادِ ایامے کہ درِ مے خانہ منزل داشتم
جامِ مے در دست و جاناں در مقابل داشتم

وہ دن یاد آتے ہیں جب میں میخانۂ مرشد یعنی حضرت مولانا عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں دس برس تک حضرت والا کے ساتھ رہا اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب کا پیالہ میرے ہاتھ میں اور میرا شیخ میرے سامنے ہوتا تھا۔

علاماتِ تجلیاتِ جذب

اور حضرت کی کیفیت کیا بتاؤں، جنہوں نے حضرت کو دیکھا ہے وہ ہی سمجھ سکتے ہیں، حضرت کو دیکھنے ہی سے اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین تازہ ہو جاتا تھا۔ اور پھر جلے بھنے دل سے مثنوی پڑھنا، یوں تو مثنوی پڑھانے والے بہت ہیں مگر لغت حل کرنا اور چیز ہے اور دردِ دل سے پڑھانا اور چیز ہے۔ میرے شیخ نے مجھے اس طرح سے مثنوی پڑھائی کہ حضرت اس کی شرح کرتے کرتے جوش سے اُچھل جاتے تھے، ٹیک آف کرتے تھے۔ اسی طرح تلاوت کرتے ہوئے بھی زمین چھوڑ دیتے تھے، بعض مرتبہ زور سے اللہ کا نعرہ لگاتے تھے۔ ان کی عبادت کیا تھی جیسے کئی دن کے بھوکے انسان کو شامی کباب اور بریانی مل جائے اس طرح ہمارے شیخ اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تھے اور تلاوت و ذِکر کرتے تھے۔ مجاہدانہ اور مشقت والے انداز میں اللہ کو یاد نہیں کرتے تھے کہ بتکلف یاد کر رہے ہیں کہ چلو بھئی معمولات پورے کر لو بلکہ وہ تو اللہ پر ایسے فدا ہوتے تھے جیسے پروانہ شمع پر۔ آسمان کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہوں اور حضرت کا ایک نعرہ اور تھا کہ "یا ربّی معاف فرما دیجیے" اور "معاف فرما دیجیے" تو بڑے ہی درد سے کہتے تھے جیسے اللہ کو دیکھ رہے ہوں، جیسے اللہ میاں سے ہر وقت باتیں ہو رہی ہوں۔

ایک دن میرے استاد بیت العلوم کے ماسٹر عین الحق صاحب نے بتایا کہ میں شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آٹھ بجے دن کو پہنچا، حضرت سے زمین داری کے ایک کاغذ پر دستخط کروانے تھے، حضرت زمین دار تھے، ان کی زمینیں تھیں۔ اب حضرت تین بجے رات کے اٹھے ہوئے تھے، کئی گھنٹے عبادت کر چکے تھے، آپ کی روحِ مبارک زمین پر جسم کے اعتبار سے تو تھی یعنی جسم تو زمین پر تھا مگر روح گویا اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص میں طواف کر رہی تھی۔ انہوں نے اسی حالت میں حضرت کو کاغذ پیش کر دیا اور کہا کہ حضرت! دستخط کر دیجیے، اعظم گڑھ شہر میں آج ہی سرکاری دفتر میں داخل کروانا ہے۔ اب حضرت نے آنکھیں بند کر کے بہت سوچا کہ میرا کیا نام ہے مگر نام یاد نہ آیا۔ آہ! اس کیفیت کو حضرت اپنے علاقے اعظم گڑھ کی پوربی زبان میں اس طرح بیان کرتے تھے ؎

یس من مور لبد گئے توں ہیں
سمرن نام بسر گئے موں ہیں

اے اللہ! میری جان آپ سے اس طرح چپک گئی اور اس درجہ آپ کے عشق میں مست ہے کہ مجھے اپنا نام بھی یاد نہ رہا۔ تو حضرت نے ماسٹر عین الحق صاحب ہی سے پوچھا کہ میں بہت سوچ رہا ہوں کہ میرا نام کیا ہے مگر نام یاد نہیں آرہا ہے، تم بتاؤ کہ میرا نام کیا ہے؟ ماسٹر عین الحق صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کا نام عبد الغنی ہے۔ بس پھر حضرت نے دستخط کر دیئے مگر ماسٹر عین الحق وہاں سے ڈر کر بھاگے، اور ڈر اس لیے گئے تھے کہ آج تک ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ آدمی اپنا نام بھول جائے، تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مست ہو کر حضرت کو اپنا نام تک یاد نہ رہا۔ سوچو! ایسے اولیاء اللہ کی شان کیسی ہو گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک کا اعلیٰ مقام

محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت لکھی ہے اور محدثِ عظیم کی روایت مؤثق ہوتی ہے۔ روایت یہ ہے کہ بوقت تہجد جبکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک رکعت میں کئی کئی پارے پڑھ چکے تھے، اور آپ کی پنڈلیوں میں سوجن آگئی تھی، آپ کی خدمت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَنْتِ؟ تم کون ہو؟ بتایئے! کوئی بڑا مکان بھی نہیں ہے، چھوٹا سا حجرہ مبارکہ ہے، تو آپ نے پوچھا مَنْ اَنْتِ؟ انہوں نے عرض کیا اَنَا عَائِشَۃُ؟ میں عائشہ ہوں۔ فرمایا مَنْ عَائِشَۃُ لَا اَعْرِفُ[۶] کون عائشہ میں نہیں جانتا۔

آہ! مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے ظالمو! دنیا والو! تمہیں تو مٹکنے موتنے سے ہی

[۶] قال الملا علی القاری فی الأسرار المرفوعة: ۲۹۱/۱ (۳۹۲)، المکتب الاسلامی، حدیث: لی مع اللہ وقت لا یسع فیه ملك مقرب ولا نبی مرسل یذکره الصوفیة کثیرا وهو رسالة فی القشیری لکن بلفظ: لی وقت لا یسعنی فیه غیر ربی قلت: ویؤخذ منه أنه أراد بالملك المقرب جبریل وبالنبی المرسل نفسه الجلیل وفیه ایماء الی مقام الاستغراق باللقاء المعبر عنه بالسکر والمحو والفناء وقال فی المصنوع: ۱۵۱ (۲۵۹)، مکتبة المطبوعات الاسلامیة حدیث: لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب ولا نبی مرسل من کلام بعض الصوفیة ولیس بحدیث۔

فرصت نہیں ہے، تم تو امپورٹ ایکسپورٹ آفیسر بنے ہوئے ہو، رات کو کھاتے ہو صبح لیٹرین میں جمع کرتے ہو، تم کیا جانو کہ اللہ کتنا پیارا ہے اور اللہ والے اور اولیاء اللہ کے مقامات کیا ہیں۔ تم تو جانوروں کی طرح کھاتے ہو اور ایکسپورٹ کرتے ہو۔ اللہ کے نام کی محبت کا مزہ تو اولیاء اللہ اور خدا کے عاشقین لُوٹ کر لے گئے جنہوں نے روٹی کھائی اور روٹی سے جو خون بنا اور خون جب آنکھ میں روشنی کی صورت میں نمودار ہوا تو اس روشنی کو اللہ پر فدا کیا اور حسینوں کے اور نمکینوں کے چہروں سے اپنے کو بچایا، یہ روٹی اللہ پر فدا ہو گئی، روٹی سے خون بنا اور وہ خون آنکھ میں آکر کالی پتلی میں نور بنا، کان میں جا کر قوتِ سامعہ بنا، زبان میں قوتِ ذائقہ بنا، کالے بالوں میں کالا کلر بنا، اور سفید بالوں کو سفیدی بخشی، اگر روٹی نہ ملے تو سب بال جھڑ جائیں گے۔ دیکھ لو ٹائیفائڈ میں کھوپڑی گنجی ہو جاتی ہے۔

اب حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ **بِنْتُ اَبِیْ بَکْر** میں ابو بکر صدیق کی بیٹی ہوں۔ آپ نے یہ واقعہ ”معرفتِ الٰہیہ“ میں بھی پڑھا ہو گا مگر کتابوں سے جو مزہ آتا ہے اس سے زیادہ اپنے شیخ اور استاد کی گفتگو میں مزہ آتا ہے کیوں کہ اس کا دردِ دل بھی اس کے الفاظ میں شامل ہوتا ہے اور کتابوں میں الفاظ تو ہیں لیکن دردِ دل کو اوراقِ کتب اپنے اندر نہیں لے سکتے۔ اللہ کی محبت کا درد اہل اللہ کے سینوں سے دوسروں کے سینوں میں آتا ہے اور قلوب ہی اس درد کے حامل ہوتے ہیں، یہ دردِ دل کاغذوں میں نہیں آسکتا ورنہ اگر سارا معاملہ کاغذوں میں ہوتا تو ہر آدمی کتاب پڑھ کر ولی اللہ ہو جاتا، اگر کتابوں سے کام چلتا تو اللہ تعالیٰ پیغمبر نہ بھیجتے، اگر کتابوں سے سب ولی اللہ ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو کیوں بھیجتے؟ اسی لیے آدمی سے آدمی بنتا ہے۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

فرض کرلو کہ کسی جگہ ایک کروڑ امام بخاری بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک صحابی آتے ہیں جنہوں نے ایک نظر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ ایمان میں دیکھا ہوا ہے اور اگر صحابی نابینا ہیں تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی چشمِ مبارک سے دیکھا ہوا ہے تو فیصلہ کرلو کہ ایک

کروڑ امام بخاری افضل ہیں یا یہ ایک صحابی افضل ہے؟ کیا اہل اللہ کی نظر کی قیمت کے لیے یہ دلیل کافی نہیں؟ ایک کروڑ بخاری نظرِ نبوت سے محروم ہیں اور وہ صحابی نگاہِ نبوت سے ٹچ ہو کر آیا ہے، اللہ کے نور کے کروڑوں ہائی پاور بلب کی روشنی اس صحابی پر پڑی ہوئی ہے۔ آپ بتائیے کہ جو شخص دس ہزار پاور کے بلب والے کمرے میں رہتا ہے کیا اس کو چالیس پاور کے بلب میں اندھیرا محسوس نہیں ہوگا؟ لوڈشیڈنگ محسوس نہیں ہوگی؟ اسی سے سمجھ لو کہ پیغمبروں کا ایمان اور ان کا نور کتنا قوی ہوتا ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا **مَنْ اَبُوْبَکْرٍ لَااَعْرِفُ**؟ کون ابو بکر میں نہیں جانتا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ **اِبْنُ أَبِیْ قُحَافَۃَ**، ابوقحافہ کے بیٹے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **مَنْ أَبُوْ قُحَافَۃَ لَاأَعْرِف**؟ ابوقحافہ کون ہے میں نہیں جانتا۔ بس اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر خوف طاری ہوگیا کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور عالم میں ہیں۔ ایک ولی اللہ نے اس عالم کی تعبیر یوں بیان کی ؎

نمودِ جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں
کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

عشق فانی کی حقارت کے مراقبے

یہ سمجھ لو کہ گراؤنڈ فلور والے اللہ کی عظمتوں اور معرفتوں سے آشنا نہیں ہوسکتے، جو گراؤنڈ فلور کی تلاش میں ہیں جہاں سوراخوں میں گو اور گندی ہوا ابھری ہوئی ہے، تو سوچ لو کہ اس سے بڑھ کر کیا پستی ہوسکتی ہے کہ ایک مؤمن جو اللہ تعالیٰ کا ولی بن سکتا ہے اور ولایت کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ سکتا ہے، وہ مومن عشقِ مجازی میں مبتلا ہے اور فرسٹ فلور کو دیکھ کر گراؤنڈ فلور کی تلاش میں ہے۔

ایک معشوق کی بہت زور دار آواز سے ہوا کھل گئی تو عاشق نے کہا کہ اس وقت تم نے مجھ پر ظلم کیا، میرے عشق کی داستان اور تاریخ کے اوراق اُڑ گئے، وعدہ کرو کہ آئندہ ایسا نہیں کروگے ورنہ ہم تم سے محبت نہیں کریں گے، وعدہ کرو کہ اب یادہ نہ کروگے۔ لفظ یادہ میں ایک نقطہ بڑھا دینا کیوں کہ ایسے الفاظ کو ہمارے بزرگوں نے استعمال نہیں کیا، یادہ میں تو دو

نکتے ہیں، ایک نکتہ اپنے دل میں اور بڑھالو ؎

وعدہ کرو کہ اب کبھی یادہ نہ کریں گے
اس جرم کا آیندہ اعادہ نہ کریں گے

معشوق نے کہا سن اے عاشقِ ناداں
یادوں کا زور ہوگا تو یادہ نہ کریں گے؟

یہ اینٹی بایوٹک دے رہا ہوں تاکہ حسن کی عظمتیں نگاہوں سے گر جائیں پھر مجاہدہ آسان ہو جائے گا۔ اگر حسنِ مجازی اور فانی مٹی کے ان رنگ و روغن اور ڈسٹمپروں کی عظمتیں کم ہو جائیں گی تو مولیٰ تک پرواز آسان ہو جائے گی۔ بولیے صاحب! میرے ان اشعار سے حسن کی عظمت گر جاتی ہے یا نہیں؟ جب دل سے حسنِ مجازی کی عظمت گر جائے گی تو دل میں اللہ ہی اللہ ہو گا۔

اللہ کے قرب کی بے مثل لذّت

جب اس مقام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول عطا فرمایا جاتا تھا تو آپ فرماتے تھے **کَلِّمِیْنِیْ یَا حُمَیْرَاءُ** [۱] کہ اے عائشہ! مجھ سے باتیں کرو۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ چوں کہ تہجد میں پانچ پانچ پارے پڑھنے کی وجہ سے آپ کی روحِ مبارک اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص سے مستفید ہوتی تھی اور عرشِ اعظم کا طواف کرتی تھی تو مدینہ منورہ کے رن وے پر اور مسجدِ نبوی کی زمین پر آنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آہستہ آہستہ نزول کرنا پڑتا تھا۔ بتائیے! جہاز اچانک زمین پر اتر سکتا ہے؟ لینڈنگ میں دیر لگتی ہے یا نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے **کَلِّمِیْنِیْ یَا حُمَیْرَاءُ** اے حمیرا! مجھ سے باتیں کرو۔ قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان باتوں کا مقصد یہ نہیں ہوتا تھا جیسے دنیاوی طور پر میاں بیوی آپس میں بات چیت کرتے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ آپ کی روحِ مبارک آہستہ آہستہ اس قابل ہو جائے کہ عرشِ اعظم سے مدینہ پاک کی سرزمین پر نزول کرکے مسجدِ نبوی میں فجر کی نماز کی

[۱] غرائب القرآن: ۲/۴۰۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

امامت کے فرائض ادا کرسکے، روحِ مبارک کو اللہ کے قرب کی لذّت سے کچھ تو مزہ آیا کہ جس کی وجہ سے ساری کائنات نگاہوں سے گر گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کون ہیں۔

ہر ترقی مفید نہیں ہوتی

بولو بھئی! سائنس دان یہ سب باتیں کیا جانیں؟ ان سب کی ساری رسائی تو مخلوق کی اُدھیڑ بُن، جوڑ توڑ تک ہے کہ یہ ملایا وہ ملایا اور ایک چیز بنالی اور تعریف کرلی کہ میں نے جہاز بنالیا، یہ جہاز تو بناتے ہیں مگر حج کرنے نہیں جاتے کیوں کہ کافر ہیں، جرمن، برطانیہ جہاز بنائے گا تو مسلمان ہی اس پر بیٹھے گا اور بیٹھ کر حج کرے گا، بتایئے کیا ان کافروں کو حج نصیب ہے؟ اسی طرح تسبیح اور مُصلّے پر لکھا ہوتا ہے میڈ ان چائنا، میڈ ان جاپان۔ آہ! تم تسبیح تو بناتے ہو مگر اس پر سبحان اللہ ہم پڑھتے ہیں۔ یہ کافر تو خَادِمُوْنَ الْمُسْلِمُوْن ہیں، یہ مسلمانوں کے خادم ہیں، ان کو زیادہ اہمیت مت دو کہ بہت ترقی کرگئے ہیں۔

آج کل لوگ کہتے ہیں کہ بینک کی وجہ سے کافی ترقی ہورہی ہے، ہر بینک کو دیکھو کہ اس کی بڑی بڑی بلڈنگیں ہیں اور بینک کے افسران کو کتنی فیسیلیٹی یعنی سہولتیں حاصل ہیں، بنگلے اور گاڑیاں مل رہی ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے غضب و قہر اور ناراضگی کی راہ سے جو خوشیاں آتی ہیں اور ترقیات ہوتی ہیں وہ بیماری کی ترقیات ہیں، وہ خوشی نہیں بیماری ہے، حرام خوشی بھی بیماری ہے کیوں کہ اس کا انجام اللہ کی محبت کے جام و مینا سے دوری ہے اور حضرت نے کتنی پیاری مثال دی کہ ایک آدمی بادام کھاتا ہے اور ڈنڈ بیٹھک کرتا ہے اور استاد کے اکھاڑے میں جاکر خوب ورزش کرتا ہے تو اس کے سب بند بازو وغیرہ تگڑے ہوجاتے ہیں، یہ ہے صحت مند ترقی اور ایک آدمی کو اس کا دشمن ڈنڈے مارتا ہے، دس ڈنڈے اِدھر مارے اور دس ڈنڈے اُدھر مارے، اب صبح اس کے گوشت میں ترقی ہوگی یا نہیں؟ گوشت سوج کر موٹا ہوگیا تو ترقی ہوئی یا نہیں؟ رات کو ڈنڈے پڑے اور صبح کو گوشت پھولا ہوا ہے، چار چار اُنگل گوشت بڑھ گیا اِدھر سے بھی اُدھر سے بھی۔ تو گوشت کی اس ترقی سے وہ خوش ہوتا ہے یا ہائے ہائے کرتا ہے؟

اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کا الہامی مضمون

اللہ کی ناراضگی کی راہوں سے کوئی حرام خوشی آرہی ہو تو اس کی مستیاں مت دیکھو، یہ خوشیاں قہرِ الٰہی کے تابع ہیں، جب اللہ تعالیٰ انتقام کا ارادہ کریں گے تو کسی بھی وقت تمہیں ایسے جوتے پڑیں گے کہ نانی یاد آجائے گی اور ناک کے راستہ سے ساری حرام لذّتیں نکل جائیں گی۔ مولانا رومی کی روح پاک کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، فرماتے ہیں کہ یا اللہ ہم سے تو نالائقی ہو گئی مگر آپ وہ معاملہ کیجیے جس کے آپ لائق ہیں۔

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد
کہ ز ہر سوراخِ مارم می گزد

یا کریم العفو ستار العیوب
انتقام از ما مکش اندر ذنوب

اے معافی دینے والے کریم مالک! اور ہمارے گناہوں پر ستاری کا پردہ ڈالنے والے، ہم سے گناہ تو ہو گیا مگر آپ ہم سے انتقام نہ لیجیے، کیوں کہ ہم آپ کی قدرت کے سامنے مچھر کا کھرباں حصہ بھی نہیں ہیں، لاکھواں نہیں، کروڑواں نہیں، اربواں نہیں، کھرباں حصہ بھی نہیں ہیں۔ اور آپ کو ہمیں معاف کرنا کچھ مشکل نہیں لہٰذا آپ ہم سے انتقام نہ لیں۔ اگر ہاتھی سے مچھر فریاد کرے کہ آپ مجھ سے انتقام لینے میں اپنی طاقت کو استعمال نہ کیجیے، تو ہاتھی کہے گا کہ تم کو مارنے میں ہمیں طاقت کے استعمال کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ لہٰذا اللہ کی قدرتِ انتقامیہ سے ڈرو اور قہر کی بدمستیوں سے پناہ مانگو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے تو انسان حسین شکلوں کے پیچھے پاگل کتے کی طرح پھرتا ہے، پھر اسے خدا یاد آتا ہے نہ قرآن و حدیث، دماغ میں گوبر بھر جاتا ہے۔

از شرابِ قہر چوں مستی دہد
نیست ہا را صورتِ ہستی دہد

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب کی مستی دیتا ہے تو وہ فانی

شکلوں کو نہایت اہم سمجھتا ہے کہ ہائے کیسی پیاری شکل ہے۔ حالاں کہ کچھ ہی دن بعد کوئی بیماری ہو جائے یا عمر زیادہ ہو جائے تو یہ ساری شکلیں بگڑ جاتی ہیں، کتنا ہی بڑے سے بڑا حسین ہو سب کا جغرافیہ بدلتا ہے یا نہیں؟ ہر پانچ سال بعد حکومت کا الیکشن ہوتا ہے اور حکومت بدل جاتی ہے، ایسے ہی ہر پانچ سال کے بعد چہرے کا جغرافیہ بھی بدل جاتا ہے، حسن کی سلطنت بِلاالیکشن چار پائی کے نیچے پڑی ہوتی ہے۔ ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ میری شادی بادشاہ کی لڑکی سے ہو رہی ہے اور بہت بینڈ باجے بج رہے ہیں، ملٹری گارڈ آف آنر یعنی سلامی دے رہی ہے کیوں کہ بادشاہ کے داماد بن رہے ہیں مگر جب صبح اٹھے تو دیکھا کہ ذلت و خواری سے چار پائی کے نیچے پڑے ہوئے مٹی پر ناک رگڑ رہے ہیں۔

اللہ تک پہنچنے کا راستہ

اللہ پاک مولانا رومی کی قبر کو نور سے بھر دے، فرماتے ہیں کہ اللہ تک پہنچنے کا ارادہ کرنے والو! اہل اللہ اور مشایخ کے ساتھ وابستہ رہنے والو سالکین اور طالبین سن لو؎

گر ز صورت بگذری اے دوستاں
گلستان است و گلستان است و گلستاں

اے دوستو! اگر صورت پرستی نہیں چھوڑو گے تو دلدل میں پھنسے رہو گے، اور اگر تم صورت پرستی سے نجات پاجاؤ تو اللہ کے قرب کا باغ ہی باغ نظر آئے گا، پھر کوئی مانع نہیں ہو گا۔ جب صیاد اور شکاری کسی چڑیا کو پھنسانا چاہتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ اس کے پروں میں گوند لگاتا ہے، پھر چڑیا اُڑ نہیں سکتی۔ جب شیطان دیکھتا ہے کہ یہ بندہ اللہ والوں کے ساتھ رات دن رہتا ہے، اس کی قوتِ پرواز کسی وقت اتنی تیز ہو سکتی ہے کہ یہ اپنی وفاداری اور جذباتِ عشقیہ اور خدمتِ شیخ کے صدقہ میں اولیاء صدیقین کی خطِ منتہا تک پہنچ جائے گا، تو شیطان اس کی روح کے پر میں حسینوں کے عشق و محبت کا گوند لگا دیتا ہے اور کسی مجاز میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ہدایات برائے مشایخ

اس سال برطانیہ کے سفر کا یہ میرا آخری دن ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ زندگی رہی اور

اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا فرمائے تو پھر حاضری ہو جائے گی، آج پیر ہے کل منگل کو روانگی ہے۔ اس لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ برطانیہ میں خانقاہوں کی بہت ضرورت ہے، لیکن خانقاہ چلانے کی کچھ شرائط ہیں، جیسے جو ماں دودھ پلائے تو اس زمانہ میں اس کو اچھی غذا کھانی چاہیے، اگر دودھ خراب ہو گا تو بچے بھی کمزور ہو جائیں گے، لہٰذا پیر، مرشد اور شیخ کو چاہیے کہ ہر وقت تقویٰ سے رہے، زہر نہ کھائے، چرس نہ پیئے، اگر کسی کی ماں چرس پیتی ہے تو اس کے دودھ میں خرابی آئے گی یا نہیں؟ اور اگر انگور اور سیب کھاتی ہے اور خوب سرخ و سفید ہے تو اس کا دودھ بچوں کو بھی تگڑا کرے گا کہ نہیں؟ تو شیخ کو بھی تقویٰ کی راہ میں نہایت احتیاط کرنی چاہیے، اس میں ہم سب شامل ہیں، یہ نہ سمجھو کہ میں صرف مولانا ایوب سورتی صاحب کو سکھا رہا ہوں، ہر پیر کو اس کی ضرورت ہے اور آج پیر کا دن بھی ہے۔

دعوت الی اللہ میں حسن عمل کی قید

مقرر کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی اصلاح کی بھی نیت کرے۔ ان باتوں سے مجھے بھی فائدہ پہنچتا ہے، روز بروز سبق یاد رہتا ہے۔ میں ان لوگوں کے لیے خاص طور سے عرض کر رہا ہوں جو دین کی دعوت دینا اور دین پھیلانا چاہتے ہیں کہ اعمال صالحہ کا بہت اہتمام رکھیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن پاک میں دعوت الی اللہ کے ساتھ عملِ صالح بھی نازل فرمایا ہے:

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا[۸]

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کی طرف بلا رہے ہیں ان کو اس کا اہتمام ہونا چاہیے کہ ان کا عمل بھی صالح ہو ورنہ ان کے لیے دعوت الی اللہ دینا جائز تو ہے مگر اس میں برکت نہیں ہو گی۔

ایک بڑھیا اپنے بچے کو ایک اللہ والے بزرگ کے پاس لے گئی اور کہا کہ حضور یہ گڑ بہت کھاتا ہے آپ اس کو نصیحت کر دیجیے۔ انہوں نے فرمایا کہ کل لے کر آنا، اگلے دن آئی تو بزرگ نے اس بچے سے کہا کہ بیٹا! تم گڑ کم کھایا کرو، اس سے جگر خراب ہوتا ہے۔ اس عورت

۸؎ حٰمٓ السجدۃ:۳۳

نے کہا کہ حضرت! یہ بات تو آپ کل بھی کہہ سکتے تھے۔ انہوں نے کہا کل تک تو میں خود بہت گڑ کھاتا تھا، اگر کل نصیحت کرتا تو میری بات میں اثر نہ ہوتا لہٰذا پہلے میں نے خود ارادہ کیا کہ گڑ کم کھایا کروں گا، پھر اس کو کہا کہ گڑ کم کھایا کرو۔ لیکن پیر جب مریدوں کو نصیحت کر چکے پھر اللہ سے بھی روئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے دے۔

تو اس آیت میں عملِ صالح کی قید کیوں ہے؟ تاکہ تمہاری دعوت الی اللہ میں برکت ہو۔ پھر جس کو تم دین کی بات کہو گے تو تمہارے عمل صالح کی برکت سے اس کے عمل میں بھی برکت آجائے گی، ورنہ فاسقانہ اعمال کے ساتھ دین کی دعوت دینا جائز تو ہوگا مگر اس میں برکت نہیں ہوگی۔

جہاں خانقاہیں ہیں اور جن لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دینے کا ذوق ہے، ان کے لیے عملِ صالح کی قید ہے اور گناہ سے بچنا بھی ضروری ہے کیوں کہ اگر عورت بدپرہیز ہوگی تو اس کے دودھ کے اندر بھی بدپرہیزی کے مادّے ہوں گے، اور بیماری کے جراثیم بچوں کو منتقل ہوجائیں گے۔ اس لیے شیخ کو چاہیے کہ ایک لمحہ اور ایک سانس بھی اپنے اللہ کو ناراض نہ کرے، اور اگر کبھی خطاء ہوجائے تو ایسی سانس پر اطمینان کا سانس نہ لے جب تک کہ توبہ نہ کرلے۔

گناہوں کے زہر سے اجتناب برتیں

نمبر دو یہ کہ گناہوں کے زہر سے بھی بچنا چاہیے کہ ہمارے دودھ میں کہیں بدپرہیزی کے زہر کا اثر نہ آجائے اور ہمارے بچے بیمار نہ پڑ جائیں۔ لہٰذا شیخ اپنے قلب میں غیر اللہ کو نہ لائے ورنہ اس کے قلب سے جتنے قلوب جوائنٹ ہیں تو شیخ کے قلب سے ان کے دلوں میں بھی غیر اللہ گھس جائے گا۔ جیسے ایک حوض ہے جس سے لوگ پانی پیتے ہیں، اگر حوض میں کوئی گندگی آگئی تو سب پینے والوں کو نقصان پہنچے گا۔ شیخ کا قلب مَشْرَبُ الْمُرِيْدِيْنَ ہوتا ہے، سارے لوگ اس کے قلب سے وابستہ ہوتے ہیں، اگر اس کے قلب میں انتقام و غصہ یا کوئی اور بیماری پیدا ہوجائے گی تو اس کا اثر سب پینے والوں میں آئے گا۔

اپنے مستقر پر استقرار کی اہمیت

تیسرا یہ کہ مشائخ کو اپنے مرکز پر جم کے رہنا چاہیے، سفر بھی ہو تو جتنی جلدی

ہو سکے پھر اپنے مرکز پر آجاؤ، جس کو غرض ہو تمہارے پاس آئیں اور خانقاہ میں ٹھہریں۔ تھانہ بھون کی خانقاہ میں لوگ ٹھہرتے تھے کہ نہیں؟ یا ہر جگہ حکیم الامت خود جاتے تھے؟ بلکہ جہاں وہ خود پہنچے ہیں وہاں فائدہ کم ہوا ہے اور جو لوگ تھانہ بھون گئے ہیں، خانقاہ میں چلّے لگائے ہیں وہ صاحبِ نسبت ہوگئے۔ مشائخ ہفتہ میں کم سے کم دو دن بیان رکھیں۔ پہلے میں صرف جمعہ کو بیان کرتا تھا مگر حضرتِ والا ہردوئی نے پیر کو بھی شروع کروادیا کیوں کہ چھ دن کا ناغہ روح کو کمزور کردیتا ہے لہٰذا ہفتہ میں دو خوراکیں ملنی چاہئیں اور یہ نہ سوچو کہ کوئی نہیں آئے گا۔

ہدایات برائے قیام خانقاہ

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے کہ جب حضرت نے تھانہ بھون میں مجلس شروع کی تو شروع شروع میں کوئی بھی نہیں آیا، حضرت اکیلے ہی کتاب کا مطالعہ کرتے تھے، دو دو گھنٹے بیٹھے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہمارا کام دوکان کھولنا ہے، گاہک بھیجنا اللہ کے ہاتھ میں ہے، یہ ہمارے ذمہ نہیں ہے کہ لوگ آئیں، اگر نہیں آئیں گے تو بھی ہمارا اجر ثابت ہو جائے گا ان شاء اللہ۔ اور حضرت کے یہاں روزانہ مجلس ہوتی تھی، کوئی آئے یا نہ آئے، ایک مخصوص وقت مطالعہ کا ہوتا تھا، یہ نہیں کہ آج کوئی نہیں آیا تو چلو باہر چلیں، حالاں کہ حضرت کی دو دو بیویاں تھیں۔

تو مولانا ایوب سورتی لیسٹر میں رہیں یا باٹلی میں، جہاں بھی رہیں وہاں ''دعوت الحق'' کا کام ہو۔ یہاں جو اعلان لکھا ہوا ہے کہ باٹلی میں سنیچر کو بیان ہوگا تو یہ بہت کمزور کام ہے یعنی ہفتہ میں صرف ایک دن روحانی خوراک ملے گی۔ دیکھیے! میں جو کہہ رہا ہوں یہ بہت ہی اہم بات ہے، اللہ نے اختر کو اپنی رحمت سے تین دریاؤں کا تربینی بنایا ہے لہٰذا دردِ دل سے کہتا ہوں، ان شاء اللہ اس پر عمل کرکے اس کا فائدہ بھی دیکھ لوگے، دعوت الی اللہ چمک جائے گی اگر دن رات یہاں رہیں گے۔ اور اگر لیسٹر پسند نہیں ہے تو باٹلی میں زمین خرید کر خانقاہ بنالیں لیکن یہاں لیسٹر کی اس زمین کو بیچنا بھی حرام ہے کیوں کہ جب کوئی چیز وقف ہو جاتی ہے تو قیامت تک وقف رہتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کہیں اور زمین دے دیں جیسے مجھے گلستان جوہر میں بڑی زمین مل گئی، تو گلشن اقبال میں بھی کام ہوگا اور گلستان جوہر میں بھی کام ہوگا۔ گلستان

جوہر میں جامعہ کے لیے تقریباً چار ہزار گز زمین ملی ہے، اور وہاں کی مسجد بھی گلشن اقبال والی مسجد سے تقریباً چار گنا بڑی ہے، لیکن مرکز یعنی گلشن اقبال کو چھوڑنا نہیں ہے مگر ان شاء اللہ گلستان جوہر میں بھی کام ہو گا۔

مان لیجیے کہ مولانا ایوب کو اس سے بڑی زمین مل جائے تو میں یہ تھوڑی کہوں گا کہ بس یہیں رہو، یہاں اپنا کوئی نائب رکھو اور وہاں پانچ ایکڑ دس ایکڑ میں رہو، باغ لگاؤ، صوفیوں کے تیرنے کے لیے تالاب بناؤ، گھوڑے دوڑانے کے لیے میدان بھی رکھو۔ جب اللہ تعالیٰ فتوحات دے تو نیت تو اچھی رکھو۔ بہر حال جہاں دین زیادہ پھیلے وہاں ضرور جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اس بات کی دلیل ہے۔

یہ ہے ہدایت المشائخ۔ آج کی مجلس میں ہدایت المشائخ بھی ہے اور ہدایت السالکین بھی ہے، ہر ایک کے لیے سبق ہے۔ اللہ پاک مجھ کو بھی عمل کی توفیق دے کیوں کہ شیخ کو بھی معمولات کی پابندی کرنا لازم ہے، جیسے دودھ پلانے والی ماں کو سیب بھی کھانا چاہیے لہٰذا مشائخ کو اپنے معمولات پر ڈٹ کر پابندی رکھنی چاہیے۔

خانقاہ قائم کرنے کی یہ شرائط نوٹ کر لو کیوں کہ اس وقت تین دریا کا پانی بہہ رہا ہے۔ مولانا ایوب سورتی سے پوچھ لو، کیوں صاحب! اختر تین دریا کا تربنی ہے یا نہیں؟ تین سال مسلسل حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت حاصل رہی، اس کے بعد شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سترہ سال رہا ہوں، اور اب مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے دریا کے پاس جاتا رہتا ہوں، میں حضرت کی خدمت میں ہر دوئی بھی جاتا ہوں اور وہاں پچاس پچاس دن رہا ہوں۔

میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ حضرت تھانوی کی اس طرح بھی خدمت کی کہ ظہر سے عصر تک کھڑے ہو کر حضرت تھانوی کے سر مبارک پر تیل کی مالش کرتے تھے، گرمیوں میں دن کتنا لمبا ہوتا ہے، مگر میرے شیخ دو گھنٹے کھڑے رہتے تھے اور جب تیل لگا چکتے تھے تو حکیم الامت اپنے سر پر ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے کہ تیل جذب ہو گیا یا نہیں پھر کہتے تھے ماشاء اللہ۔ آہ! اپنے شیخ سے سنی ہوئی یہ باتیں آپ کو سنا رہا ہوں۔

اب دعا کرو کہ اے اللہ جو گزارشات کی گئی ہیں اوّلاً ان کا سب سے زیادہ محتاج اختر ہے۔ اے خدا! آپ کی توفیقات کا سب سے زیادہ محتاج اختر ہے، ثانیاً میرے سامعین، احباب، میری اولاد اور ذُرّیات کو بھی توفیق عطا فرمادے اور اپنا بنالے، اختر اور میری ذُرِّیات و اولاد اور اقربا مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ وَمِنْ جِهَةِ النِّسَاءِ اور میرے احباب حاضرین و غائبین کو توفیق عطا فرمادے اور ہم سب کو دین کی خدمت کے لیے قبول فرما اور یہاں جو زمین ہے اللہ تعالیٰ اسے دعوت الحق کو جلد عطا فرمادے اور بھی بڑی بڑی زمینیں ہم سب خادموں کو اپنی رحمت سے اے اللہ پاک! عظمتِ دین اور عزتِ نفس کے ساتھ اور ترقیاتِ غیبیہ سے نوازش فرما۔ زمین و آسمان کے خزانوں کے آپ مالک ہیں اور اپنے خزانوں سے بے نیاز ہیں، آپ کے خزانے آپ کے کام کے نہیں وہ ہم فقیروں کے لیے ہیں، آپ اپنی رحمت سے اپنے خزانے ہم پر برسادیجیے ۔

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما

غیب سے اپنے خزانے بخشش فرمائیے تاکہ دین کا خوب کام ہو، کتابیں چھپیں اور سارے عالم میں پھیلائی جائیں۔ اور اپنے بندوں کو مولانا ایوب سورتی دامت برکاتہم و عمت فیوضھم سے استفادہ کی توفیق عطا فرمادے اور اپنی رحمت سے ہم جملہ خدام کو یا اللہ! دین کی خدمت کے لیے قبول فرما اور ہماری اولاد کو علماء ربانیین بنا اور ان کو بھی دین کی خدمت کے لیے قبول فرما۔ اے اللہ! اگر آپ کے علم میں خیر ہے تو مولانا ایوب کو دعوت الحق (لیسٹر) میں جم کر کام کرنے کی توفیق اور آسانیاں عطا فرما اور ان کے لیے ماحول ساز گار فرما اور یہاں ان کا دل بھی لگادے۔

یا اللہ! ہم سب کے قلوب میں اپنے دردِ دل کا وہ مقام عطا فرما جو آپ اپنے اولیاء صدیقین کو نصیب فرماتے ہیں۔ ہمارے اندر جو بری بری عادتیں ہیں، ہمارے اخلاق، ہمارے اعمال، ہمارے افعال، ہمارے خیالات، ہمارے جذبات جو آپ کی مرضی کے خلاف ہیں یا اللہ! ان سب کی اصلاح فرمادے، ہم سب کو مِن و عَن اپنا بنالے، نفس و شیطان کی غلامی سے نکال کر اپنی رحمت سے سو فیصد اپنی فرماں برداری کی حیات نصیب فرمادے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

"اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔"

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بد نگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا، مثلاً کھانے پینے ، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلام پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعد اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں، نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ موکدہ، سُنت غیر موکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا، نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

۱) ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْیَۃِ وَھِیَ مَا دُوْنَ الْقَبْضَۃِ کَمَا یَفْعَلُہٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَۃِ وَمُخَنَّثَۃُ الرِّجَالِ فَلَمْ یُبِحْہُ اَحَدٌ

ترجمہ: ڈاڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور ڈاڑھی ڈاڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ ڈاڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملہ میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے ڈاڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر ڈاڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات مبارکہ

اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ ورسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰه اَللّٰه پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

آج جعلی پیروں نے تصوف کے نام پر عرسوں، دھمالوں، قوالیوں، تعویذ گنڈوں، قبر پرستی اور گناہوں پر مشتمل دیگر غیر شرعی رسومات سے جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں خانقاہ کے تصور کو بری طرح پامال کیا ہے۔ درحقیقت خانقاہ اللہ والے، متبع شریعت وسنت اور پاکیزہ نفوس کے اجتماع کی جگہ کا نام ہے۔ جہاں قرآن وحدیث کی روشنی میں کارِ نبوت کے تحت انسانی نفوس کا تزکیہ کیا جاتا ہے اور شریعت وسنت پر محبت سے عمل پیرا ہونے کی تربیت دی جاتی ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''اصلی خانقاہ کیا ہے'' میں ان مشائخ کو جو خانقاہ قائم کرنا چاہتے ہیں قرآن وسنت پر مبنی دلائل کی روشنی میں نہایت قیمتی نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں جو یقیناً حرزِ جاں بنانے کے قابل ہیں۔ ان نصائح وہدایات کا مطالعہ صرف مشائخ ہی کے لیے نہیں بلکہ ہر سالک کے لیے مفید ہے۔

www.khanqah.org